بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فسطائیت

ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام

اندھی بہری آمریت اور جور و استبداد کا آغاز

فسطائیت کے منحوس سائے

یوں تو مملکتِ خداداد پاکستان پر اسی روز سے فسطائیت کے منحوس سائے پڑنے شروع ہو گئے تھے جس روز سے سیاسی قائدین ارباب بست وکشاد اور حکمرانوں نے ملک کی نظریاتی اساس سے انحراف کی راہ اختیار کر لی۔ پھر اس کے بعد جو صبح بھی طلوع ہوئی بدقسمتی سے اس نے ملک کو نظام شریعت، استحکام مملکت اور خالص اسلامی جمہوریت سے دور اور فسطائیت سے قریب تر کر دیا۔ فسطائی حکومتوں اور نااہل حکمرانوں نے یکے بعد دیگرے قریب قریب سارے فسطائی ہتھکنڈے آزمانے کی کوشش کی اور انہیں مختلف طریقوں سے برابر استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ آبادی کے لحاظ سے ملک کا نصف سے زائد حصہ الگ ہو کر دشمن کے قبضے میں چلا گیا ــــــــ

ان فسطائی رجحانات اور تجربات کے عبرتناک انجام بالخصوص بھٹو دور کے تباہ کن وطیروں کو دیکھتے ہوئے اس بات کی بجا طور پر توقع کی جا سکتی تھی (جب کہ واقعاتی طور پر ہمیں محض خوش فہمی پر مبنی اس قسم کی کوئی توقع نہیں تھی) کہ نئی حکومت ان منفی رجحانات اور آگ سے کھیلنے کے تجربات سے پوری طرح اجتناب کرے گی اور ان کی جگہ وہ دینی رجحانات کو فروغ دے گی۔ خالص دینی و اسلامی، ملک کے نظریاتی، اساسی اور اخلاقی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے تعمیر اور ترقی کی طرف متوجہ ہو گی۔ اور احیائے اسلام کی طرف پوری توجہ دے گی مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

۵ نہ وہ محفل سجی ساقی، نہ پھر وہ دورِ جام آیا
تیرے ہاتھوں میں جب سے میکدے کا انتظام آیا

توقعات کے یہ خیالی خاکے قلب و نگاہ کو نشاط اور آسودگی بخشنے بھی نہ پائے تھے کہ برسرِ اقتدار گروہ کے تشویشناک عزائم کھل کر سامنے آنے لگے۔ رہبری کے پردے میں پھر سے وہی رہزنی دہرائی جا رہی ہے سب جانتے

ہیں کہ رہزن کون ہیں ان کے خدوخال برہنہ ہیں اور جو عالمی سیاسی شاطروں کی مہرہ بازی کا کرشمہ ہیں۔ آج ایک معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے آدمی پر بھی یہ حقیقت عیاں ہونے لگی کہ اس ملک کے عوام کے ساتھ سخت دھوکہ ہوا ہے جو جماعت غریبوں کی ہمدردی اور جمہوریت کی بحالی کے بلند بانگ دعوے لے کر اقتدار تک پہنچی ہے۔ وہ اس ملک سے دین کو مٹانے، علماء کے اثر و رسوخ، عظمتِ دینی، سیاسی تشخص اور معاشرتی وقار کو گرانے، فرقہ واریت کے فروغ دینے اور فسطائیت کو قائم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھی ہے ع

چلنا ذرا آیا ہے تو اترائے چلے ہو

خلفشار، دہشت پسندی اور معاشی استحصال

ہم کل بھی اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں تھے بلکہ اپنے دینی و اسلامی فریضۂ منصبی کے پیشِ نظر قوم کو آگاہ کرتے ہیں بھی حتی المقدور کوئی کسر نہیں چھوڑی اس لئے ہم برسرِ اقتدار جماعت کی ہیئت، جمہوریت پسندی، اسلام سے تعلق اور اہداف اور اعمال کی ترجیحات پر کوئی مستقل تبصرہ نہیں کرنا چاہتے البتہ اس کی ون پارٹی آمریت اور فسطائی عزائم کی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ اس ملک کے خیرخواہ پہلے کی نسبت اور بھی اچھی طرح جان لیں کہ اس ملک کو کسی خطرناک راہ پر دھکیلا جا رہا ہے۔ کسی ملک پر فسطائی نظام کو ایک ہی لگے بندھے طریق سے مسلط نہیں کیا جاتا بلکہ بعض سیاسی مہرے اپنے بیرونی آقایانِ ولی نعمت کے اشاروں پر دستوری ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور ملک میں سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی کو اسی حد تک پریشان کن بنا دیا جاتا ہے کہ آزادی کی فضا عوام کے لئے ایک ہولناک عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے ظلم اور استبداد کے دیو انسانی لہو چاٹنے کے لئے یکسر آزاد کر دئے جاتے ہیں جن کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے لوگ قید و بند کی صعوبتوں کو آزادی کی برکات کے مقابلے میں اپنے لئے زیادہ بہتر خیال کرنے لگتے ہیں۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگ اس قدر بے حس اور بے ضمیر بنا دئے جائیں کہ انہیں کبھی ظلم اور استبداد کے خلاف آواز بلند کرنے کی جسارت ہی نہ ہو ——— یوں تو فسطائیت کے بھی مختلف روپ ہیں مگر جو فسطائیت، خلفشار، دہشت پسندی، اباحیت، جنسی انارکی، فحاشی، دھونس دھاندلی عدم تحفظ کے شدید احساس اور معاشی انصاف کے پردے میں معاشی استحصال اور ناانصافی کے جلو میں آتی ہے وہ نتائج کے اعتبار سے انتہائی تباہ کن ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں پہلے آزادی کے احساسات کو مردہ کیا جاتا ہے پھر ان کے مدفن پر فسطائیت کا محل تیار ہوتا ہے اس لئے اس کے علمبردار عوامی جذبات سے یکسر بے پرواہ ہو کر انسانوں کو جس طرح چاہتے ہیں استبداد کی چکی میں پیستے ہیں اور انہیں کسی قسم کا کوئی کھٹکا محسوس نہیں ہوتا کیونکہ عوام کے اندر ظلم کے خلاف احتجاج کی قوت تو کیا ان کے اندر آہ بھرنے کی سکت بھی باقی نہیں رہتی۔ یہ پاکستانی قوم کی بدقسمتی ہے کہ اس پر روزِ اول سے مختلف حربوں سے فسطائیت مسلط کرنے کے پیہم تجربات کئے جاتے رہے ہیں

اور اب خلفشار اور تشدد کے ذریعہ اس ظالمانہ نظام کو رواج دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اب کی عوامی حکومت پھر سے عوامی مفاد کے نام پر استبداد کی بھٹی میں اسے جھونک رہی ہے۔ تاکہ اس کی انسانیت جھلس کر رہ جائے اور اس کی آرزوئیں اور تمنائیں جل کر خاکستر ہو جائیں اور اس کے اندر کبھی بھی یہ احساس زندہ نہ ہونے پائے کہ وہ ذی روح انسانوں کا گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کی خلعت عطا فرما کر اس دنیا میں بھیجا ہے اس لئے وہ اپنے جیسے انسانوں کی غلامی کے لئے نہیں بلکہ خدا کی غلامی کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ اور جو فرد یا گروہ اجتماعی مفاد کے نام پر چراغاں کر کے اس کے انسانی حقوق سلب کرتا ہے وہ اس کا بہی خواہ نہیں بلکہ اس کا دشمن ہے ؎

تم تو مصروف چراغاں تھے تمہیں کیا معلوم
اس دیوالی میں دیئے بجھ گئے کتنے گھر کے

"انا ولا غیری" کا فلسفۂ غرور

ضروری ہے کہ موجودہ حالات کا اپنے پس منظر اور پیش منظر کے اعتبار سے ایک تحقیقی جائزہ لیا جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ اسلامی معاشرہ کے لئے ارتقاء و عروج، بقاء و سالمیت اور زندگی کے رواں دواں قافلے کے ساتھ جانے کے لئے صحیح اور معتدل راہ کیا ہے اس وقت ملک بھر کی تمام دینی قوتوں دردمند مسلمانوں اور جمہور اہل اسلام سب سے زیادہ اسی مخلصانہ مشورہ کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں ذرا سی غلطی اور تھوڑی سی بے اعتدالی بھی ان کو کہیں سے کہیں لے جا سکتی ہے ع

یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

بدقسمتی سے فسطائی نظام دہشت اور غنڈہ گردی کے بل بوتے پر آگے بڑھتا ہے اور خوف و ہراس کی مدد سے اپنا تسلط قائم رکھتا ہے سب جانتے ہیں کہ حکمران مسلمان کہلانے کے باوجود احکام اسلامی پر نہ تو خود عمل پیرا ہیں اور نہ اس کے اجراء کے عزائم رکھتے ہیں حکومت ہی کی سرپرستی میں پھر سے غنڈوں، بدمعاشوں، چوروں مجرموں، شرابیوں اور فتنہ پروروں کا طوطی بولنے لگا ہے۔ شرفاء کی پگڑیاں اچھالنے میں کوئی باک محسوس نہیں کی جا رہی ملک میں اسلامی اقدار کے بجائے لادینی کردار کی ترویج کی جا رہی ہے خدا کی حاکمیت پر اپنی حکومت کو اور دینی مسلّمات اور اخلاقی اقدار کے مقابلے میں آرٹ کونسلوں اور ثقافتی اداروں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ خالص مذہبی اور دینی قوتوں، اپنے مخالفین اور حزب اختلاف کے قائدین کے خلاف توپوں کے دہانے کھول دئے گئے ہیں۔ فسطائیت اور بھٹوازم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی اور کو قیادت کے منصب یا متبادل قیادت کے طور پر ابھرتے دیکھنے کا روادار نہیں ہے انا ولا غیری کا فلسفہ غرور اس کی فطری نہاد ہے۔ شکاگو کے مجرم، لندن کے ڈاکو، ماسکو کے قزاق، یونان کے رسہ گیر، اسرائیل کے غنڈے اور بھارت کے ایجنٹ اب کے عوامی دور سعادت میں کس کس کہ میدان

میں آ گئے ہیں۔ شرفاء اور سادہ لوح مسلمانوں کے ضمیر و ایمان خریدنے اور انہیں انسانیت کے اعلیٰ مقام سے ہٹانے کے لئے لالچ، دھونس دھمکی دھاندلی اور ظلم و تشدد کا کوئی حربہ بھی ایسا نہیں رہا جسے آزمانے کی کوشش نہ کی جا رہی ہو بہرحال حکمرانوں کے عزائم، حکومت کی پالیسیاں، مستقبل کے ترجیحات، حکومتی ہیئت کے غوامض اور اسرار سے واقفیت کسی بھی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان سے مخفی نہیں رہی۔ حکومت کا ہر کل پرزہ، وزراء، مشیران باتمکین ممبران پارلیمنٹ اور افسرانِ محکمہ غرض ہر شخص بے نقاب ہو کر سامنے آ رہا ہے، نشریاتی اداروں، انٹرویوز، پریس کانفرنسوں، جلسوں میں تقاریر اور روزانہ کے اخباری بیانات سے سب کی انفرادی سیرت اور اجتماعی ذہنیت کی پہچان ہر کہہ و مہہ پر عیاں ہو گئی ہے۔ کھرے اور کھوٹے دونوں نکھر گئے ہیں۔ اقتدار اور جاہ و منصب اور سیاسی قیادت کا سٹیج ایسا پیمانہ ہے جس سے رہنمایانِ قوم کے ظرف کا صحیح صحیح اندازہ ہوتا ہے ؎

خدا جانے کس کس پہ الزام آتا

اگر ہم بیان اپنی رو داد کرتے

غیر جمہوری، غیر آئینی، ظالمانہ غیر منصفانہ اور یک طرفہ فیصلے

اس دنیا میں جہاں کہیں بھی عوامی آمریت کی راہ سے فسطائیت کا ظالمانہ نظام برپا کیا گیا ہے اور اس کے فروغ، ترویج اور غلبے کے لئے جو پالیسیاں، جو وطیرے جو حربے اور جو طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ موجودہ حکومت اور عوام کے اندر بھی وہی پہلو بڑے نمایاں نظر آ رہے ہیں۔

برسرِ اقتدار طبقے کی زبان پر ہر وقت عوامی مفاد کا ورد جاری رہنے لگا ہے اور عوام عوام کے نعرے سن سن کر لوگوں کے کان پک رہے ہیں مگر عوام کے لئے سوائے الفاظ کی شعبدہ بازی کے اور کچھ نہیں کیا جا رہا بیچاری عوام کو صرف طفل تسلیوں پر زندہ رکھنے کی کوشش جاری ہے۔ بے روزگاری اور معاشی ناہمواری کے وہ مسائل جو اہلِ وطن کی زندگیوں کو عذاب بنائے ہوئے ہیں اس عذر کے تحت ٹالے جا رہے ہیں کہ خزانہ خالی اور ملک دیوالیہ ہے۔ مزدوروں بے روزگاروں، کسانوں، آجروں کو توان کے حقوق و مراعات کے جواب میں "خزانہ خالی" ہے کی غزل الاپی جاتی ہے مگر بیوروکریسی کے چونچلے پورے کرنے کے لئے ایک ہزار سی سی کی نئی گاڑیاں خریدنے کی باقاعدہ اجازت دے دی گئی ہے۔ مشیروں کی ایک فوج ظفر موج بھرتی کر کے اور اون پارٹی کارکنوں کو سرکاری ملازمین بنا کر یک طرفہ، غیر منصفانہ ظالمانہ، غیر جمہوری اور غیر آئینی فیصلوں کو قوم پر مسلط کر دیا گیا ہے ؎

میرا قاتل انہیں کہتے ہیں سب، اور ٹھیک کہتے ہیں

قسم سو بار وہ کھائیں قسم کھانے سے کیا ہوگا

دھواں دھار تقریروں اور بے پناہ پروپیگنڈے کے زور سے عوام کو سطحیت اور جذباتی ڈگر پہ لایا جا رہا ہے

تاکہ وہ خاص دینی، اسلامی، قومی، اخلاقی اور مثبت اقدار پر اکٹھے نہ ہوسکیں۔ سیاستدانوں کی اکثریت قومی اور دینی جذبے سے عاری ہے اور جن لوگوں سے قدرے توقع تھی وہ بھی لادین مغربی جمہوریت کے بھینٹ چڑھ گئے ہیں اور بدقسمتی سے اس دور میں بھی علماء سو کا ایک طبقہ اوامر کا حریف، نواہی کا حلیف اور منبر و محراب کا سوداگر بن بیٹھا ہے۔

اہم قومی امور اور ملک کی پالیسی کے معاملات میں قومی عزت، سیاسی آبرو، ملکی ناموس اور دینی شرف تک کی خرید و فروخت کا بازار گرم ہے یہ بڑے بڑے سربستہ راز، حکام کی خندہ ہائے نیم شبی میں گم ہوتے جارہے ہیں، غریبوں کی جرأت جسارت، قربانی استقامت اور صداقت کے اعتراف و احترام کا محض پروپیگنڈہ ہے عملاً وہی جاگیر دار اور حکومت کے اہلکار چل رہے ہیں جو اس تمام کئے دھرے کے ذمہ دار ہیں۔

عوام کے خلاف سازشیں، سندھی نیشنل ازم کا فلسفہ

دعویٰ تو اس امر کا ہے کہ حکومت جمہوری اور عوام کی ہے مگر عوام کے خلاف سازشیں کرکے انہیں زیادہ سے زیادہ بے بس بنانے کی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ حکومت کا مزاج سرتاپا فسطائی آمرانہ اور جابرانہ ہے جمہوریت تو سرسیٹ کے عنقا ہوگئی ہے۔ جمہوری نظام سیاسی جماعتوں کے ذریعہ چلتا ہے اس لئے سیاسی جماعتوں کو جمہوری بنانے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے مگر پاکستان دنیا کا نرالا ملک ہے جہاں جمہوریت کی دعوے دار اور برسراقتدار پارٹی کی سربراہ سمیت وڈیرے اور جاگیردار، خوانین اور سردار اپنی سیاسی پارٹیوں کی طرح نظام حکومت کو بھی اپنی جاگیروں اور رجواڑوں کی طرح چلا رہے ہیں انتخابات اور جمہوریت کا نعرہ حصول اقتدار کے لیے لگایا جاتا ہے۔ پارٹی منشور، ملک کی نظریاتی اساس اور دستور روی کے پرزے اور اخلاقی اقدار ٹشو پیپر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ ملکی سیاست بھی پیروں، نوابوں، شہزادوں اور شہزادیوں کا وراثتی کھیل بن چکی ہے سیاسی پارٹیاں وراثت اور نامردگی کے ذریعہ چل رہی ہیں۔ اس خام مواد کے ساتھ کیا واقعی "عوامی حکومت" کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر ہو چکا ہے ؎

جدا جب تک تیری زلفوں سے پیچ و خم نہیں ہوں گے
ستم دنیا میں بڑھتے ہی رہیں گے کم نہیں ہوں گے

ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت اور اس کی اتحادی تنظیمیں مجرموں کے محافظ اور ان کی پناہ گاہیں بن گئی ہیں۔ عوام کے لئے اس سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں۔ حالاں کہ یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ پہلے اپنی صفوں میں شامل مجرموں کو پکڑتے، انہیں قانون کے حوالے کرتے یا کم از کم افراد کی کردار سازی اور فروغ خیر کے لئے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے تو وہ معاشرہ کے لئے سراسر رحمت بن سکتے تھے۔ موجودہ صورت حال نے مملکت کی حدود اور ملت کے وجود میں سینکڑوں متحارب دائروں کو جنم دیا ہے۔ جن کے اندر مجرموں کی محفوظ پناہ گاہیں ہیں اور ان کی نرسریاں ہیں جن کے

باہم جنگ و جدل ہے معرکہ آرائی ہے صف بندی اور ایک دوسرے کو ختم کرنے کے عزائم ہیں قانون بے بس، محافظ قانون بے اختیار اور حاکمانِ وقت مفلوج ہیں۔ عدل کے تقاضے کیسے پورے ہوں۔ مجرموں کو کیفر کردار تک کون پہنچائے۔ گروہی مفادات کے رجحان نے پوری قوم کے اجتماعی مفاد کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

علاقائی تعصب اور پنجابی و سندھی نیشنلزم کا شوشہ کھڑا کرکے مستحکم مملکت کو تشتت و انتشار اور انحطاط کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ لوگوں کی اجتماعی زندگی زیادہ سے زیادہ خلفشار کی نذر کرکے ملک کے اندر افتراق اور باہمی آویزش پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جا رہی قصداً ایسی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں۔ جن سے معاملات سلجھنے کے بجائے الجھتے ہیں اور عوام کے اندر اپنے مستقبل کے بارے میں مایوسی کے احساسات پیدا ہونا شروع ہو جائیں۔ تاکہ فسطائیت کی علمبردار قوتیں طوفان اٹھا کر عوام کے بے لنگر فکری جہاز کو جس طرف چاہیں بہا کر لے جائیں۔ لیکن اگر قوم ذہنی اعتبار سے متوازن اور جذباتی لحاظ سے معتدل ہے۔ تو اسی تناسب سے ایسے فسطائی نظام کا قیام ناممکن ہوگا۔

ملک کو سیکولر اور سوشلسٹ سٹیٹ بنانے کی مذموم مساعی

بدقسمتی سے جس طبقہ کے ہاتھ میں اس وقت ملک کی زمام کار ہے اس کی ذہنی ساخت، اس کی تعلیم و تربیت اور اس کی ذاتی اور سیاسی مصالح کا تقاضا ہے کہ اس ملک میں مغربی افکار و اقدار کو فروغ دیا جائے اور اس ملک کو مغربی ممالک کے نقشِ قدم پر چلایا جائے اور جو دینی تصورات، قومی عادات، ضوابطِ حیات اور قوانین و روایات اس مقصد میں مزاحم ہوں ان میں ترمیم و تنسیخ کی جائے۔ بالاختصار یہ کہ ملک اور معاشرہ کو تدریجی طور پر لیکن عزم اور فیصلہ کے ساتھ مغربیت اور مکمل لادینیت کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔ اور ملک کو ایک اسلامی ریاست، کا تشخص دینے کے بجائے سیکولر اور ایک سوشلسٹ سٹیٹ میں تبدیل کر دیا جائے اور یہ اس لئے کہ خود اربابِ اقتدار کی روح ثقافت زدہ ہے ان کے نفس اس کے زہر سے مسموم ہو چکے ہیں اور ان کے عہدِ اقتدار کے آغاز ہی سے ابلیسی ثقافت، ارتدادی ثقافت اور اشتراکی ثقافت کے مربلوں کو ملک کی نوجوان دوشیزاؤں کی عزت و آبرو کا خون پلایا جا رہا ہے۔

۲۲ر جنوری کو پاکستان ٹیلی ویژن پر میوزک ۱۹۸۹ء کے عنوان سے جو رسوائے زمانہ اور مادر پدر آزاد پروگرام پیش کیا گیا۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ رقص اور بہن بھائی کا شرمناک کردار اس پر مستزاد، معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس ملک اور قوم کا اس طرح اخلاقی دیوالیہ نکال دینا چاہتی ہے ـــــــ اس نئے ثقافتی دور میں یہود و ہنود اور عیسائی و اشتراکی ایجنٹ ایجنسیاں، دینِ اسلام، اخلاقی اقدار، شرافت، شرم و حیا اور قومی غیرت و حمیت کے خلاف کسی بھی ممکن حربہ کے اختیار کرنے سے دریغ نہیں کر رہے وہ اس قسم کے شیطانی حربوں سے اسلامی حمیت اور دینی غیرت کو شکست دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اخلاقی رہزنوں اور عالمی قزاقوں کا پورا زور اور حکومتی

مشینری کی تمام تر توانائیاں، مسلمانوں کے دینی تصلب کے خلاف صرف کی جا رہی ہیں۔ ہر روز دینی مسلمات، اخلاق و شرافت اور اسلامی روایات کے خلاف کوئی کتاب، کوئی خبر، کوئی پروگرام، کوئی مقالہ، کوئی تقریب کوئی کردار اور کوئی نہ کوئی سازش ضرور انجام پذیر ہوتی ہے۔ ٹیلی ویژن ڈراموں میں داڑھیوں سے تمسخر و استہزاء اور شرعی احکام ونصوص اور نبیؐ کی تعلیمات و ہدایت کے خلاف عاصمہ جہانگیر جیسی مغرب زدہ خواتین کے فرسودہ مغلظ اور خلاف اسلام انٹرویوز اور خرافات کو ٹیلی کاسٹ کرنا ایسے ہی مذموم مقاصد کی تکمیل کا ایک مرحلہ ہیں۔ ہمارے خیال میں حکومتی سطح پر علم و نظر اور فکر و بصیرت کو اضطراب انگیز مرحلہ جانکنی درپیش ہے۔ خوشامد کا بول بالا ہے۔ حکمت اور دانائی احمقوں کے گھر چلی گئی ہے۔ اور وہ اپنے دماغ کی علالت کو صحت کا نام دے رہے ہیں۔ جاہل علم کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ ادب کے اجارہ دار غیر ملکی ایجنٹ بن گئے ہیں۔ سیاست کے متولی کاسہ لیس اور مطلب پرست ہیں۔ حکومت کے نسخہ دہن سوزی کے پیش نظر سراج احمد دین پوری کی طرح بعض اہل جبہ و دستار بھی گونگے شیطان کا کردار ادا کر رہے ہیں ؎

این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم
ہمہ آفاق پُر ز فتنہ و شرے بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں
طوق زریں ہمہ در گردن خرمے بینم

فردِ واحد کے پاس بے پناہ اختیارات کا ارتکاز

فسطائی عزائم رکھنے والی عوامی حکومتیں اس بات کا پورا پورا اہتمام کرتی ہیں کہ ایک خاص شخصیت کو قوت اور طاقت کا واحد سرچشمہ بنا دیا جائے جس کے نتیجے میں پروپیگنڈے کے زور سے عوام زندگی کے ہر معاملے میں قوت کے اس واحد سرچشمے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اس کے بارے میں منزہ عن الخطا ہونے کا تصور بھی قائم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی ہر بات کو حکم خداوندی کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہٹلر کے بارے میں نازی ازم کے علمبردار یہ بات برملا کہا کرتے تھے کہ جو کچھ ہٹلر کہتا اور کرتا ہے اس میں خدا کی رضا پوری شامل ہے۔ حکومت اور حکمرانوں کے کاموں میں نمائش کا عنصر بہت زیادہ غالب رہتا ہے۔ بظاہر بڑے بڑے کارنامے انجام دینے اور عوام کو جنت ارضی کے نعمتوں سے مالامال کر دینے کے قطعی مژدے سنائے جاتے ہیں لیکن واقعات کی دنیا میں کچھ نہیں ہوتا۔ عوام اپنے حالات میں کوئی بہتری نہیں محسوس کرتے ــــ اب کے حالات میں سب دیکھتے ہیں کہ ملک کو بڑی سرعت کے ساتھ فسطائیت کے جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ آٹھویں ترمیم کی تنسیخ کے سلسلہ میں ریفرنڈم کا راگ بھی اسی لئے الاپا جا رہا ہے کہ اندھی بہری آمریت کے تسلط کے لئے فرد واحد کے پاس بڑی قوت اور طاقت اور بے پناہ اختیارات کا ارتکاز ہو سکے۔ حکمرانوں کا زیادہ وقت اصل مسائل پر توجہ دینے کے بجائے تقریروں، کانفرنسوں اور بیان بازیوں میں صرف ہو رہا ہے نت نئے

مظاہر دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ دستور مملکت ہو یا جمہوریت، اخلاقی اقدار ہوں یا نظام سیاست سب کو بازیچۂ اطفال بنا دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے لادین سیاست دان، اور امراء و رزراء سمیت، ملت کا بڑا ناکارہ عنصر بن چکے ہیں۔ اب ان سے خوشامد کے سوا کسی بھی جوہر کی توقع عبث ہے ان کا وجود قوم کے لئے سرطان کا پھوڑا ہے۔ بیوروکریٹس اور حکام مغربی تہذیب اور انگریز کی گود میں پلے ہیں جو اپنے آقایان ولی نعمت ہی کی وفاداری کا مکمل نمونہ ہیں۔ وزیر اعظم کے زعم اقتدار طنطنہ، جذباتی و انتقامی زبان، کبر نفسی، ضمنی انتخابات میں کم حوصلگی، پنجاب کی صوبائی حکومت کے معاملے میں کم ظرفی اور ناشائستہ لب و لہجہ سے عام لوگ یہی تاثر لیتے ہیں کہ جن راہوں سے فسطائی نظام آتا ہے ان رستوں کو کھلا بلکہ اچھی طرح کشادہ بنایا جا رہا ہے تاکہ اس کی پیش قدمی میں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہونے پائے۔ بلکہ ان راہوں میں جو موانع موجود تھے انہیں، پوری قوت کے ساتھ مٹایا جا رہا ہے۔ کراچی کی ایک تقریب میں جناب ڈاکٹر رشید چودھری کی اس لئے پسلیاں توڑ دی گئیں کہ اس نے حکومت کے ایک وزیر کی موجودگی میں صدر ضیاء الحق مرحوم کا نام لیا تھا۔ بے چارے فسطائی سیاست کے انتقامی پہلو کی زد میں آ گئے اور اب موت و حیات کی کشمکش میں ہیں پھر داخلی طور پر بھی ایسے عوامل اور محرکات کو ترجیح دی جا رہی ہے جس سے لوگ فسطائیت کے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ فسطائیت کی کامیابی کی پہلی منزل یہی ہے کہ عوام پر اپنی پریشان فکری اور پریشان نظری کی وجہ سے ان کا گوہر مقصود ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے انہیں، یہ معلوم نہ ہو سکے کہ انہوں نے کدھر جانا اور کیا کرنا ہے ان کی جدوجہد اور صلاحیتوں کا کوئی تعمیری مصرف باقی نہ رہے اور قید ہونے کے باوجود انہیں اپنی گرفتاری کا احساس نہ ہو سے

قید خانے کی بظاہر کوئی دیوار نہیں
ہم گرفتار ہیں ایسے کہ گرفتار نہیں

الحاد کا فروغ، معاشی بے تدبیریاں اور تلخ ثمرات

فسطائیت چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا تصور ابھارنے سے ملت کا شیرازہ منتشر کر دیتی ہے جس سے فکری انتشار پیدا ہوتا ہے جو خود فسطائیت کے پنپنے اور لادینی نظاموں کے غلبہ اور فروغ پانے کے لئے کھاد کا کام دیتا ہے آغاز کار ہی سے آپ ریڈیو ٹیلی ویژن کے صرف ایک روز کے پروگراموں کا جائزہ لے لیں سرکاری اخبارات کے اداریوں، شہ سرخیوں اور مضامین پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالیں تو حکومت کے عزائم کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ دو ماہ کے اس قلیل عرصہ میں جس الحاد اور انتشار کے بیج عوام کے ذہنوں میں بوئے گئے ہیں اس کے تلخ ثمرات قومی زندگی کے ہر گوشے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ معاشی زندگی میں بھی خلفشار کے جو بھیانک اور خوفناک مناظر سامنے آ رہے ہیں اس سے تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بے چارے مزدور کی شب تاریک بھی دور ہو جائے گی اور معاشرہ بے روزگاری کے دست برد سے نجات حاصل کرے گا۔ یا بڑھتی ہوئی مہنگائی اور چڑھتی ہوئی قیمتوں کی عنان روک کر ان کے اندر

اعتدال بھی پیدا کیا جاسکے گا؟

اور ہم سمجھتے ہیں کہ معاشی میدان میں قصداً اور پیہم بے تدبیریاں کرکے روزگار اور قیمتوں کے توازن کو شدید متزلزل رکھ کر خوف و ہراس کی ایسی کیفیت پیدا کی جا رہی ہے جو بالآخر فسطائیت کے قیام پر منتج ہو۔ سستی شہرت کے حصول کے لئے خوش کن نعروں کی بھرمار سے محنت کشوں کا دل بہلایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری کا دائرہ سکڑنے کی وجہ سے پیدائش دولت اور روزگار میں تشویشناک حد تک کمی واقع ہو رہی ہے اشیاء صرف کی قیمتوں میں سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے موجودہ حالات میں ایک نادار اور مفلس تو کجا ایک اوسط درجے کی آمدنی رکھنے والے شخص کی زندگی بھی عذاب بن گئی ہے — علاوہ ازیں دہشت پسندی اور غنڈہ گردی کی مہربانیوں سے شاید ہی کوئی شہری ہو جو پریشان حال نہ ہو۔ سماج دشمن عناصر کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ وہ ہر کام دیدہ دلیری سے کر گزرتے ہیں۔ کوئی ان سے باز پرسی کی جرأت نہیں کرتا، قتل، ڈاکہ زنی، چوری، اغوا، بربریت اور اس نوعیت کے دوسرے سنگین جرائم زندگی کا معمول بن گئے ہیں۔ ان جرائم کے بڑھنے سے عوام میں عدم تحفظ کا احساس پرورش پا رہا ہے جو فسطائیت کے قیام کے لئے نہایت ضروری ہے کیونکہ جو شخص اپنی زندگی اور آبرو کو محفوظ سمجھتا ہے۔ اس کے اندر اپنے انسانی اور شہری حقوق کے تحفظ کا احساس بھی انگڑائیاں لیتا ہے اور جو شخص اپنی زندگی کو ہر لمحہ غیر محفوظ سمجھتا ہے۔ وہ ایسی غلامی کو اپنے لئے بہت بڑی نعمت خیال کرتا ہے جس کا طوق پہننے سے اس کی زندگی کا تحفظ ہو جائے۔ ع

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

فسطائیت کے تسلط، ترویج اور غلبہ و فروغ کا یہ اندوہناک آغاز اس کے علمبرداروں کے لئے تو خوشی اور مسرت کا باعث ہو سکتا ہے مگر اس ملک کے حقیقی بہی خواہوں کے لئے سخت وجہ پریشانی ہے جو اس ملک کو اس لعنت سے محفوظ و مامون دیکھنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ احساس واقعتہً بھی اصلاح انقلاب امت کا ذریعہ ہو۔ ؎

ہنسنے کا تو موقع نہیں آ بیٹھ کے رو لیں

یہ فرصت غم بھی دل ناکام بہت ہے

وفیات

جناب الحاج محمد یوسفؒ | ۱۶ر جنوری ۱۹۸۹ء بروز پیر دارالعلوم کے ایک نہایت مخلص اور ہمدرد رکن شوریٰ جناب الحاج محمد یوسفؒ کا بھی انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے یوم تاسیس اور تعمیری لحاظ سے خشت اول سے لے کر اب کی وسیع تعمیرات تک دارالعلوم کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ خدمت و رفاقت خادمانہ تعلق، دلسوزی و جان فشانی اور اس گلشن علم کی سیرابی و شادابی میں ہمہ وقتی فکر و ہم اور بھرپور تعاون فرماتے رہے